میر باقر علی دہلوی

(1928 ۔وفات)

میر باقر علی دہلوی، دلّی کے آخری داستان گو تھے۔ وہ داستان سنانے دور دور جاتے تھے۔ راجاؤں اور نوابوں کے دربار میں بلائے جاتے تھے۔ وہ ریاست پٹیالہ میں داستان سنانے کے لیے ملازم بھی رہے۔ پٹیالہ سے دلّی آ گئے۔ دلّی میں املی کی پہاڑی پر ان کا گھر تھا۔ سنیما کے رواج نے داستان گوئی کے فن کو متاثر کر دیا جس کی وجہ سے ان کی عمر کا آخری حصّہ غریبی میں بسر ہوا۔ داستان گوئی انھیں ورثے میں ملی تھی۔ وہ اپنے نانا میر پیڑا کے شاگرد تھے۔

شاہد احمد دہلوی نے لکھا ہے: ''میر صاحب بزم اور رزم کو اس انداز سے بیان کرتے کہ آنکھوں کے سامنے پورا نقشہ کھنچ جاتا۔ داستان کہتے جاتے اور موقع بہ موقع ایکٹنگ کرتے جاتے۔ ہر علم کا انھوں نے باقاعدہ مطالعہ کیا تھا۔ بڑھاپے میں ناقدری اور کسمپرسی کے ہاتھوں میر صاحب کو بڑی تکلیف پہنچی۔''

میر باقر علی نے ''پاجی پڑوس''، ''گاڑے خاں نے ململ جان کو طلاق دے دی'' اور ''مولا بخش ہاتھی'' کے نام سے کتابیں بھی لکھی تھیں۔

بہادر شاہ کا ہاتھی

مولا بخش اتنا اونچا ہاتھی تھا کہ اُس کے قد کے برابر ہاتھی نظر سے نہیں گزرا۔ جب اُس پر عَماری کَسی جاتی تھی تو وہ دہلی کے کسی دروازے سے نکل نہیں سکتا تھا۔ وہ چاروں گُھٹنے ٹیک کر شہر سے باہر جاتا تھا اور اسی طرح اندر داخل ہوتا تھا۔ آخر بہادر شاہ بادشاہ نے لاہوری دروازے کو تڑوا کر مولا بخش ہی کے واسطے اتنا اونچا کروا دیا کہ وہ مع عماری کے گزر جائے۔

اکبر شاہ ثانی کے زمانے میں ایک سوداگر مولا بخش ہاتھی کو لایا تھا۔ اُس کے فیل بان بخارا کے ایک سیّد تھے، کیوں کہ کسی اور شخص کا بادشاہ کی طرف پیٹھ کرنا بے ادبی تھی۔ بہادر شاہ نے فیل بان کو مہابت خاں کا خطاب دیا اور جاگیر بخشی۔

ایک روز مولا بخش مستی میں آ کر بے قابو ہو گیا۔ سیّد صاحب کو غافل پا کر اُس نے انھیں سونڈ میں لپیٹ لیا۔ پھر اُس نے اُن کی ایک ٹانگ اپنے پاؤں کے نیچے داب کر اور ایک سونڈ میں پکڑ کر انھیں زندہ چیر ڈالا۔ سید صاحب کی بیوہ کا ننّھا سا بچّہ دو ڈیڑھ برس کا اُس کی گود میں تھا۔ بے چاری خاوند کے غم میں روتی پیٹتی آئی اور اپنے بچّے کو مولا بخش کے آگے ڈال کر کہا: ''لے موئے! اس کو بھی مار ڈال۔'' اُس وقت تک مولا بخش کی مستی اُتر چکی تھی۔ اُس نے بچّے کو سونڈ سے پکڑ کر اپنی گردن پر بٹھا لیا۔ اُس روز سے یہ بچہ مولا بخش کے ساتھ رہتا۔ بچّے کے سامنے مولا بخش سے جو کہو، وہ فوراً کرتا اور جہاں یہ بچّہ مولا بخش کی آنکھ سے اوجھل ہوا، مولا بخش نے دنگا کرنا شروع کر دیا۔ اُس بچّے کا نام رحمت علی تھا۔

جب رحمت علی بڑا ہوا تو اُس کے ہم عمر بچّے اُس کے ساتھ کھیلنے کو آتے۔ اگر کسی بچّے نے سید صاحب سے کہا: ''یار! گنّا نہیں کھلواتے۔''

تو سیّد صاحب مولا بخش سے کہتے کہ ''مولا بخش! ہمارے یار کو یاری دو۔'' مولا بخش گنّا چھیل کر جس بچّے کو سیّد صاحب کہہ دیتے، دے دیا کرتا تھا۔ مولا بخش پر سواری کرنے اور گنّوں کے لالچ سے لڑکے تمام دن وہیں جمع رہتے۔ کوئی لڑکا کہتا: ''مولا بخش یار! چڈّھی دلواؤ۔'' تو یہ اپنی سونڈ پر سے یا پاؤں کو ٹیڑھا کرکے اس لڑکے کو اوپر چڑھا لیتا تھا۔ جب لڑکے زیادہ ہوتے اور ان میں سے کوئی کہتا: ''مولا بخش یاری آوے'' تو مولا بخش گنّا چھیل کر سونڈ میں لے لیتا اور تمام لڑکوں کی نظر بچا کر اُس لڑکے پر گنّا پھینک دیتا تھا۔

جب چڑ کٹا مولا بخش کو روٹی دیتا تو وہ ہر نوالے میں سے ایک کنارہ روٹی کا اپنی باچھ سے باہر نکال دیتا تھا جو بھی لڑکا پاس کھڑا ہوتا، دوڑ کر اُس ٹکڑے کو پکڑ لیتا تھا۔ ہاتھی کی روٹی دو تین انچ موٹی ہوتی ہے۔ بچّہ اُس کو زور کرکے توڑتا اور مروڑتا۔ غرض بہ ہزار دِقّت جب ٹکڑا اس کے ہاتھ آ جاتا اور بچّہ وہ ٹکڑا لے کر بھاگ جاتا، اُس وقت مولا بخش وہ نوالا کھاتا تھا۔ نوالے میں سے جب تلک کوئی بچّہ ٹکڑا نہ لے لیتا، وہ روٹی نہ کھاتا تھا۔ لڑکوں سے مولا بخش کا بڑا پکّا یارانہ تھا۔ جہاں کسی لڑکے نے مولا بخش سے کہا کہ مولا بخش! 'نکّی' آوے — مولا بخش اپنا ایک پاؤں اٹھا لیتا تھا۔ اور وہی لڑکا جب'' گھٹنے کی'' کہتا تو مولا بخش اپنا پاؤں زمین پر رکھتا تھا۔ اگر فیل خانے کے کسی آدمی نے بچّوں کو دھمکایا اور وہ نکّی مانگ کر چلے گئے تو مولا بخش اُسی طرح اپنا پاؤں اٹھائے کھڑا رہتا۔ ہر چند سید صاحب کہتے کہ'' وہ بچّہ تھا، چلا گیا''، لیکن مولا بخش کب سنتے تھے۔ جب اسی لڑکے کو بلا کر لاتے اور وہی لڑکا کہتا کہ ''مولا بخش! گھٹنے کی''۔ تب جا کر وہ اپنا پاؤں زمین پر رکھتا۔

مولا بخش جب اپنے گنّے لاتا تھا اور بازار میں کوئی لڑکا کہتا کہ'' مولا بخش نکّی آوے'' تو مولا بخش فوراً اپنا ایک پاؤں اٹھا لیتا۔ چڑ کٹا ہر چند کہتا تھا'' بیٹا چل''، لیکن کیا مجال جو یہ آگے سرک جائیں۔ جب تک'' گھٹنے کی'' وہی لڑکا نہ کہے، مولا بخش ٹس سے مس نہ ہوتا تھا۔

ایک روز فیل بان نے بادشاہ سے عرض کی: ''حضور! مولا بخش تمام گنّے اور راتب کی روٹیاں بانٹ دیتا ہے۔ پہرے پر حکم دے دیا جائے کہ کوئی لڑکا اُس کے پاس نہ آنے پائے۔'' چنانچہ بادشاہ نے حکم دے دیا — صبح کو حسبِ معمول مولا بخش نے لڑکوں کا انتظار کیا۔ جب کوئی لڑکا نہ آیا تو مولا بخش نے گنّے نہ کھائے۔ شام کو راتب نہ کھایا۔ پانی نہ پیا۔ دوسرا روز گزرا، فیل بان نے ہر چند کہا: ''بیٹا روٹی کھالے''، لیکن مولا بخش نے کچھ نہ کھایا۔ جب تیسرا روز ہوا تو فیل بان کو خیال ہوا کہ یہ تو مر جائے گا، اگر نہ کھائے گا۔ مجبوراً بادشاہ کے پاس گیا اور عرض کی'' حضور! مولا بخش نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا۔'' یہ سُن کر بادشاہ نے فرمایا: 'بھائی! میں بھی فقیر ہوں اور میرا ہاتھی بھی ایسا ہی ہے۔ خدا نے ہم کو اس واسطے دیا ہے کہ بانٹ کر کھائیں۔ پہرے پر حکم دو کہ کسی لڑکے کو نہ

روکا جائے، غرض جب لڑ کے آئے تو مولا بخش نے راتب اور گنّے بانٹ کر کھانے شروع کر دیے۔

مولا بخش جب بادشاہ کے روبرو آتا تھا تو دونوں گھٹنے ٹیک کر اور سر جھکا کر سلام کرتا تھا۔ اس کی مستک اتنی بلند تھی کہ سیّد صاحب اوپر بیٹھے ہوئے دکھائی نہیں دیتے تھے اور جب بادشاہ سوار ہوتے تھے تو نہایت ادب سے سرنگوں چلتا تھا۔

(میر باقر علی دہلوی)

مشق

● معنی یاد کیجیے:

عَمّاری	:	ہاتھی کی پیٹھ پر ایک کرسی باندھی جاتی ہے جس پر آدمی بیٹھ جاتے ہیں
مع	:	ساتھ
راتب	:	جانور کا کھانا
فیل	:	ہاتھی
جاگیر	:	بادشاہ کی طرف سے عطا کی گئی زمین
غافل	:	بے خبر
سرنگوں	:	سر جھکائے ہوئے

● غور کیجیے:

☆ جانور بھی انسانوں سے محبّت کرتے ہیں۔ انسانوں کو بھی جانوروں کا پورا خیال رکھنا چاہیے۔

• سوچیے اور بتایئے:

1۔ بہادر شاہ نے لاہوری دروازہ کیوں تڑوایا؟

2۔ مولا بخش کے پاس بچے کیوں آتے تھے؟

3۔ ہاتھی کی روٹی کیسی ہوتی تھی؟

4۔ مولا بخش نے کھانا کیوں بند کر دیا تھا؟

5۔ بادشاہ اور مولا بخش میں کون سی باتیں ملتی جلتی تھیں؟

• خالی جگہوں کو بھریے:

1۔ مولا بخش چاروں گھٹنے ٹیک کر............سے باہر جاتا ہے۔

2۔ فیل بان بخارا کے.................تھے۔

3۔ ایک روز مولا بخش نے مستی میں آکر.................کو مار ڈالا۔

4۔ مولا بخش نے اُس بچّے کو اپنی گردن پر.................سے پکڑ کر بٹھا لیا۔

• نیچے لکھے ہوئے محاوروں سے جملے بنایئے:

آنکھ سے اوجھل ہونا　　ٹس سے مس نہ ہونا　　نظر بچانا

• نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے متضاد لکھیے:

بلند　　غافل　　بے قابو　　سربلند　　صبح

• عملی کام:

☆ اسم کی جگہ استعمال ہونے والے لفظ کو ''ضمیر'' کہتے ہیں۔ مثلاً اُس، وُہ، تم، میں، ہم وغیرہ۔ اس سبق سے پانچ ایسے جملے لکھیے جن میں کسی ضمیر کا استعمال کیا گیا ہو۔